اصلاحِ امت

دعوت و تبلیغ کا داعی

سلسلہ نمبر 120 | محرم الحرام 1444ھ | 2022 Aug

سود ایک ناسور

مؤلف نعمان نعیم

الجامعة البنورية العالمية

www.islaaheummat.com | contact@islaaheummat.com

تخصص فی الحدیث

ایک سالہ تخصص فی الحدیث کا مقصد علماء کرام کو علمِ حدیث میں پختہ کرنا ہے، حدیث نبوی ﷺ سے مکمل واقفیت، منتخب احادیث کو حفظ کرنا، اصولِ حدیث، اسماء الرجال کی مہارت اور منکرین حدیث کے رد کے لئے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، اس شعبے کے لئے حدیث نبوی ﷺ کے علم میں خصوصی نصاب مرتب کیا گیا ہے جس میں مذکورہ امور پڑھائے اور جاتے ہیں، اسکے علاوہ احادیث کی اہمیت اور رجال پر مقالے لکھوائے جاتے ہیں، اس کورس کو مکمل کرنے والے علماء کرام کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

تخصص فی الادب العربی

فضلاء کی عربی زبان کے حوالے سے کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے انھیں عربی ادب وانشا اور بول چال نیز تحریر وتقریر کی صلاحیتوں سے روشناس کرانے کے لئے 2014ء میں تخصص فی الادب العربی کا اجرا کیا گیا، عربی ادب کے ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کرنا اور علماء کرام کو بہترین ماحول فراہم کرنا اس شعبے کی اولین ترجیح ہے، سند کے حصول کے لیے عربی میں مقالہ ضروری قرار دیا گیا ہے، اب تک بیسیوں مقالات لکھے جا چکے ہیں، سالانہ یہاں سے درجنوں فضلاء فارغ ہو کر فروغِ عربی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں بعض فضلاء جامعہ کراچی و دیگر ملک کی مشہور جامعات میں اسی کورس کی بنیاد پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

سود:ایک ناسور

قرآنِ مجید اور احادیثِ طیبہ میں شدت کے ساتھ سود کی ممانعت آئی ہے۔ دوسری آسمانی اور مذہبی کتابیں بھی سود کی ممانعت و مذمت سے خالی نہیں ہیں۔ سود کا حرام ہونا کوئی عقل و فہم سے بالاتر شے بھی نہیں ہے۔ حکما، فلاسفہ اور اہلِ دانش سبھی اس کے خلاف ہیں۔ سنجیدہ ماہرینِ معاشیات کے نزدیک بھی سود، معیشت کے لیے کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ اس کے غیر موافق معاشی اثرات اور واقعات و شواہد اس بات کے متقاضی ہیں کہ سود کا خاتمہ اور اپنی تجارت کو اس لعنت سے پاک کیا جائے۔ مملکتِ خداداد پاکستان اب تک اس لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکا ہے، اللہ کرے وہ دن جلد آئے جب ہمارا معاشی و اقتصادی نظام سود جیسی لعنت سے پاک اور اسلامی خطوط پر استوار ہو۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھتے ہیں کہ سود کہتے کسے ہیں؟ سود کی کتنی قسمیں ہیں؟ آیا اس کی سب قسمیں حرام ہیں یا کچھ حلال بھی ہیں:

سود (ربا، انٹریسٹ) کی تعریف

ربا کا لغوی معنی:

رِبا عربی زبان کا لفظ ہے اور قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے لغوی معنی: زیادتی، بڑھوتری، اضافے وغیرہ کے ہیں۔ ''ربا'' عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا ترجمہ اور متبادل لفظ فارسی میں ''سود'' ہے اور اردو میں بھی یہی لفظ ''ربا'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، انٹرسٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے جو ''ربا'' کے ہم معنی ہی ہے، ایک لفظ کے مختلف زبانوں میں مختلف ترجموں کی وجہ سے اس کا مفہوم نہیں بدل جاتا، بلکہ سب کا مفہوم و مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔

ربا کی اصطلاحی تعریف:

ہر وہ زیادتی اور بڑھوتری جو بغیر کسی محنت کے حاصل ہو، سود ہے۔ جیسے قرض دے کر مہلت کے بدلے زائد رقم وصول کرنا۔

ربا کی قسمیں

ربا کی دو قسمیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی قسم:

کسی شخص یا کمپنی یا ادارے وغیرہ کو ذاتی استعمال یا تجارتی مقاصد وغیرہ کے لیے اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ دے گا۔ مثلاً: کسی کو سال یا چار یا چھ مہینے کے لیے 100 روپے قرض دیے اور اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ 100 کے بجائے 120 روپے دے گا۔ مہلت کے عوض یہ 20 روپے جو زیادہ لیے گئے ہیں، یہ "ربا" ہے، جو مہلت کے بدلے شرط کر کے لیے جارہے ہیں۔

اس کے برعکس انسان کاروبار کرتا ہے تو وہ سو روپے کے بدلے عموماً 20، 25 روپے نفع کما لیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو سو روپے قرضِ حسن کے طور پر دیتا ہے، دیتے وقت سوائے ہمدردی اور ثواب کے کوئی اور نیت نہیں ہوتی، لیکن قرض لینے والا اپنے طور پر 10، 20 روپے زائد دے دیتا ہے۔ یہاں بھی یہ رقم زائد ہے مگر اس کی شرط نہیں لگائی گئی تھی، اس لیے اضافہ اور کاروباری نفع سود کی ذیل میں نہیں آئیں گے، کیونکہ کاروبار اور تجارت ایک جائز فعل ہے، اللہ نے اسے حلال اور مشروع کیا ہے، اور اس کا مقصد ہی نفع کمانا ہے۔ اس لیے تجارت کے ذریعے سے جتنا نفع حاصل ہوگا، بشرطیکہ اس میں کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو، وہ حلال اور جائز ہوگا۔

الغرض! سود کی تعریف میں وہ اضافہ آئے گا جو قرض کے بدلے شرط کر کے لیا جائے اور وہ اضافہ بھی صرف مہلت کا عوض ہو۔ یہ "**ربا النسيئة**" یا "**ربا الجاهلية**" کہلاتا ہے۔

وجہ تسمیہ:

اسے "ربا النسیئۃ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں ادھار دے کر اس پر سود لیا جاتا ہے، اور چونکہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا چلن تھا، اس لیے

اسے ''ربا الجاھلیۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: عرب میں تجارتی مقاصد کے لیے قرض لینے اور دینے کا رواج ہی نہیں تھا صرف ذاتی ضروریات کے لیے ہی قرض لینے اور دینے کا معمول تھا۔ اس لیے جو سود حرام کیا گیا ہے ،وہ صرف ذاتی ضروریات کے لیے قرض اور اس پر لیا جانے والا سود ہے نہ کہ تجارتی سود۔ کیونکہ تجارتی سود کا تو وہاں رواج ہی نہیں تھا۔ لہٰذا صنعت اور کاروبار کے لیے، لیے ہوئے قرض پر سود یعنی تجارتی سود حرام نہیں ہے، کیونکہ اس سے تو لوگ کاروبار کر کے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ اس فائدے میں سے تھوڑا سا فائدہ صاحبِ مال کو ایک سالانہ شرح کے حساب سے لوٹا دیں، تو یہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو صاحب ِمال کا وہ حق ہے جو اپنے مال کی وجہ سے اسے ملنا چاہیے۔

جواب: اول تو یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں کہ عرب میں تجارتی قرض کا رواج نہیں تھا، عربوں میں تجارتی مقاصد کے لیے بھی قرض لینے دینے کا رواج تھا۔ دورِ نبوی ﷺ میں بھی تجارتی سود موجود تھا۔

الف: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سود کی حرمت سے قبل یہی کاروبار کرتے تھے۔

ب: حضرت عباس رضی اللہ عنہ، سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے اور ان کا کافی وسیع کاروبار تھا، لیکن جب سود کی حرمت نازل ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے اس پر عمل کی ابتدا اپنے گھر سے فرمائی اور ان کا سارا سود معاف فرما دیا۔

ج: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لوگوں کی امانتیں اس شرط پر اپنے پاس رکھتے تھے کہ انھیں قرض قرار دے دیا جائے تاکہ اسے تجارت میں لگا کر اس سے نفع حاصل کیا جا سکے۔

د: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تجارت کی غرض سے بیت المال سے قرض لیا، اور بلادِ کلب میں جا کر اس سے تجارت کی۔

یہ اور اس طرح کے اور واقعات عہد رسالت ﷺ اور عہد صحابہؓ میں تجارتی قرضوں کو ثابت کرتے ہیں۔ عہد رسالت ﷺ اور عہد صحابہؓ میں ہر قسم کے قرض پر اضافہ وصول کرنا ''ربا'' کہلاتا تھا اور اسے حرام سمجھا جاتا تھا۔ یہ قرض، خواہ کسی عام صرفی/ذاتی ضرورت کے واسطے لیا گیا ہو یا کسی تجارتی یا پیداواری ضرورت کے لیے۔ جیسا کہ عرب قبائل کا باہم قرض لینا، دینا مذکور ہے۔ یہ اجتماعی قرضے ہوتے تھے، کیونکہ عرب قبائل کی حیثیت مشترک سرمایہ کی کمپنیوں جیسی تھی، جن کے ذریعے قبیلے کے افراد مشترکہ تجارت کیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ قرضے شخصی ضروریات کے بجائے تجارتی اغراض کے لیے ہی ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا ہر قسم کے قرضے / مالیاتی لین دین (ذاتی، تجارتی، صنعتی، پیداواری وغیرہ) پر ہر قسم / شکل کا ربا / سود ہے، چاہے اس کا تعین پہلے سے ہو یا نہ ہو، شرح سود کم ہو یا زیادہ، ربا امیر غریب سب کے لیے حرام ہے۔ قرض کا مقصد بدلنے سے ربا حلال نہیں ہو جاتا، اسی طرح پارٹیوں کی قانونی حیثیت، اشخاص / کمپنیاں تبدیل ہونے سے بھی ربا حلال نہیں ہو جاتا۔

دوم: صنعت و تجارت میں لگے ہوئے سرمائے کی بابت کوئی شخص یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہر صورت نفع دے گا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کا سرمایا بھی ڈوب جاتا ہے، لیکن قرض دینے والے بینک یا مال دار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی اور وہ ہر صورت میں اپنے دیے ہوئے قرض پر سالانہ شرح سے سود وصول کرنا ضروری سمجھتے اور وصول کرتے ہیں۔

سوم: اگر قرض لینے والے کو کاروبار میں نقصان نہ ہو تب بھی یہ سودی قرض گرانی کا باعث بنتا ہے، وہ اس طور پر کہ ایک صنعت کار جتنا سود ادا کرتا ہے اسے وہ پیداواری لاگت میں شامل کر کے اپنی تیار کردہ اشیا کی قیمت مقرر کرتا ہے، جس سے عوام کو

وہ چیز مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔اس لیے اسلام نے ہر قسم کے سود کو حرام کر کے ظلم واستحصال اور گرانی کے ایک بہت بڑے ذریعے اور سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔

دورِ حاضر میں ربا النسیئۃ کی بعض صورتیں:

موجودہ دور میں بھی قرض کی صورت میں مہلت دینے پر سود لینے، دینے کی مختلف شکلیں رائج ہیں جو صریح طور پر سود ہیں اور ربا النسیئۃ کے ضمن میں آتی ہیں۔

(۱)......سود خور اپنی رقم ایک مقررہ شرح سے اور ایک مقررہ مدت تک ضرورت مند کو دیتا ہے، یہ شرحِ سود ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق کم و بیش کر لی جاتی ہے۔ مدت گزرنے پر سود خور اپنی اصل رقم (Principle) مع سود مقروض سے وصول کر لیتا ہے۔ گویا سود خوار کا سرمایہ ضرورت مند کی بھی کچھ رقم اپنے ساتھ کھینچ لاتا ہے، اسے عام زبان میں ''سود مفرد'' (Simple interest) کہتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

مثال: کسی نے ایک ہزار روپے سالانہ پر 10 فیصد شرح سود پر کہیں invest کیے تو اب ہر سال ایک ہزار پر ہی انٹریسٹ (سود) لگے گا اور ہر سال اسی حساب سے مذکورہ شخص سود کی رقم وصول کرے گا۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وما آتیتم مِن رِبا لِیربو فِی اموالِ الناسِ فلا یربوا عِند اللہِ** (سورۃ الروم:39) ''جو رقم تم سود پر دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں بڑھ جائے تو ایسا مال اللہ کے ہاں بالکل نہیں بڑھتا۔''

(۲)......اب اگر مقروض مقررہ مدت پر اصل رقم (Principle) اور سود ادا نہیں کر سکا تو سود خور اصل رقم اور سود کی مجموعی رقم کو اصل زرشمار کر لے گا اور اسی طے شدہ شرحِ سود پر مزید مہلت دے گا۔ اسے ''سود مرکب'' یا ''سود در سود'' (Compound interest) کہتے ہیں۔ سود در سود کی مدت ایک سال بھی ہو سکتی ہے، چھ ماہ بھی اور تین ماہ بھی، حتیٰ کہ اگر ضرورت مند سخت مجبور ہو تو ایک ماہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح سود مرکب کی رقم سود

مفرد سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔

مثال: اگر کسی نے ایک ہزار روپے سالانہ 10 فیصد شرح سود پر کہیں انویسٹ کیے تو اب پہلے سال سود کی رقم (10 فیصد) سو روپے ہوگی۔ یہ 100 روپے Initial investment کے ساتھ جمع کر دیے جائیں گے، یعنی 11 سو روپے پر سود لگے گا اور اس کا 10 فیصد یعنی ایک سو دس روپے سود کی مد میں ادا کیے جائیں گے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا، یعنی اگلا ادا کیا جانے والا سود اصل رقم اور گزشتہ ادا شدہ تمام سود کو ملا کر لاگو کیا جائے گا۔ انٹریسٹ، انویسٹ، ریٹرن اور سود وغیرہ کے ناموں سے ذکر کیے جانے والے اس کاروباری دھوکے کی اسلام نے شدید حوصلہ شکنی کی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یا ایھا الذِین آمنوا لا تاکلوا الرِبا اضعافاً مضاعفة** (سورۂ آل عمران:130) ''اے ایمان والو! اضافہ در اضافہ والا سود نہ کھاؤ۔''

(۳)......سود کی تیسری قسم متی کاٹا یا ڈسکاونٹ (Discount) کی ہے۔ اس میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ مثلاً: زید نے کوئی چیز بکر سے ایک ہزار روپے میں تین ماہ کے وعدے پر خریدی اور اسے تحریر لکھ کر دے دی۔ اب زید کوئی قابلِ اعتماد فرم یا شخص یا گورنمنٹ خود ہے، جس کی تحریر ہنڈی، تمسک یا پوسٹ ڈیٹ چیک کی صورت میں ہے، جسے لینے سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اور زید کو سردست رقم کی ضرورت ہے وہ یہ دستاویز لے کر کسی بنک یا کسی شخص مثلاً: خالد کے پاس جاتا ہے تو خالد کہتا ہے کہ میں یہ رقم دستاویز ادا کر دیتا ہوں، مگر پانچ فیصد کے حساب سے کاٹ لوں گا اور آج ساڑھے نوسو روپے ادا کر دوں گا۔ یہ بھی خالص سود ہے اور تجارتی حلقوں میں اس قسم کا سود بھی مروج ہے۔ سود کی یہ تینوں صورتیں بالعموم معروف اور مروج ہیں۔

دوسری قسم:

اس سے مراد وہ مخصوص اضافہ ہے جو بالکل ایک ہی قسم کی چیزوں کے تبادلے کے

سلسلے میں ہوتا ہے۔ یہ بارٹر تجارت سے متعلق ''ربا'' ہے جو اس زمانے میں نہ صرف عرب میں رائج تھا، بلکہ پوری دنیا میں اس پر عمل کیا جاتا تھا۔ وہ چھ اشیا جن کے تبادلے پر ربا منع تھا وہ یہ تھیں: سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور گندم۔ انہیں ''اموال ربویۃ'' بھی کہتے ہیں۔ ان اجناس کا اگر تبادلہ کیا جائے تو برابر برابر ہونا چاہیے، اور نقد دست بدست ہونا چاہیے۔ اس میں کمی وبیشی کی گئی یا ادھار کیا گیا تو وہ ''ربا'' میں شمار ہوگا۔

جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمایا ہے: سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے، یہ برابر برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہوں (تب ان کا باہمی تبادلہ جائز ہے) جس نے زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا، تو اس نے سودی معاملہ کیا، لینے اور دینے والا دونوں اس میں برابر ہیں۔

اس حدیث کی رو سے: مثلاً اگر گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے، تو ایک تو وہ برابر برابر ہو دوسرے ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو، اس میں کمی بیشی ہوگی تب بھی اور ایک نقد اور دوسری ادھار یا دونوں ادھار ہوں، تب بھی یہ سود شمار ہوگا۔ اگر جنسیں مختلف ہوں تو ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ نقد ہو، ادھار اس صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ واضح رہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ چھ چیزیں مثال کے طور پر بیان فرمائی ہیں، ورنہ تمام ناپ، تول والی چیزوں کا یہی حکم ہے۔ تفصیلات کتبِ فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ قسم ربا الفضل اور ربا السنۃ کہلاتی ہے۔

وجہ تسمیہ

''فضل'' زیادتی کو کہتے ہیں، چونکہ اس میں بھی ایک طرف سے زیادتی ہے اس لیے اسے ''ربا الفضل'' کہتے ہیں اور چونکہ خود رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا، اس لیے اسے ''ربا السنۃ'' بھی کہتے ہیں۔

سود کا حکم

سود حرام ہے اور جو شخص سود کو حلال سمجھے وہ باجماع امت کافر اور مرتد ہے۔ نکتہ: ربا کی حرمت میں مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کوئی سودی معاملہ نہیں کرسکتا، اسی طرح ایک مسلمان کسی غیر مسلم کے ساتھ بھی سودی لین دین نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں اس کی حرمت کا دائرہ ان تمام مالیاتی قوانین اور پالیسیوں تک وسیع ہے، جن پر سودی معاملات کا اطلاق ہوتا ہے، چاہے وہ قرضے غیر مسلموں سے حاصل کیے گئے ہوں یا مسلم ممالک سے، چاہے وہ قرض لینے والے ملک کے کنٹرول میں ہوں یا نہ ہوں۔ ان چیزوں سے سود کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اصل چیز سود کی وہ تعریف ہے جو پہلے گزری، جو بھی معاملہ اس کی زد میں آئے گا اور اس تعریف کا مصداق قرار پائے گا، اس پر یقیناً حرمت کا اطلاق ہوگا۔

دوسرے مذاہب میں سود کی حرمت

سود کا حرام ہونا صرف امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ خود قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود پر سود حرام تھا۔ جو سود اہلِ کتاب کے یہاں حرام تھا، وہی اسلام میں بھی حرام ہے۔

ایل سی جین نے اپنی کتاب Indigenous Banking in India میں سودی معاملات کی تاریخ تقریباً چار ہزار سال پرانی بتائی ہے اور ان کے مطابق اس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ سود کی مخالفت و مذمت کی۔ وہ اقرار کرتے ہیں کہ سارے ہی بڑے مذاہب، ہندوازم، بدھ ازم، یہودیت، عیسائیت اور اسلام سود کے مخالف رہے ہیں۔ (ایل سی جین Indigenous Banking in India)

ہم ذیل میں دوسرے مذاہب میں سود سے متعلق احکام کا جائزہ لیں گے:

سود کی حرمت عہد نامہ قدیم میں:

قرآن کے علاوہ خود یہودی مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے یہاں سود

کی سخت ممانعت تھی، مگر اس میں انھوں نے کافی ردوبدل کیا اور اس کی خلاف ورزی کی۔
ان سب کے باوجود اب بھی اگر ان تعلیمات پر غور کیا جائے، تو واضح ہوگا کہ تورات کی بنیادی تعلیم میں ہر طرح کے سود سے ممانعت ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم میں مذکور ہے: ''اور اگر تیرا بھائی مفلس ہوجائے اور وہ تیرے سامنے تنگ دست ہو، تو اسے سنبھالنا، وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تیرے ساتھ رہے تو اس سے سود یا نفع مت لینا، تو اپنا روپیہ اسے سود پر مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔ (کتاب مقدس، پرانا اور نیا عہد نامہ) عہد نامہ قدیم کے باب استثنا میں بھی اسی طرح کی تعلیم ہے: ''تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا، خواہ وہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود، یا کسی ایسی چیز کا سود ہو، جو سود پر دی جاتی ہے۔''

زبور میں ہے: ''اے خداوند! تیرے خیمے میں کون رہے گا؟ تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت اختیار کرے گا؟ وہ جو اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا۔ ایسے کام کرنے والا کبھی جنبش نہ کھائے گا۔''

سود کی حرمت عہد نامہ جدید میں:

عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا قول ہے: ''بغیر کسی بدلے کی امید رکھے ہوئے قرض دو۔''

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر سود خوری مسیحیت کی روح کے منافی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ شروع کے مسیحی کلیسا نے سود کے خلاف نہایت سخت رویہ اپنایا تھا، کیونکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ادھار پر رقم دینے کا کاروبار کرنے والوں کو عبادت خانے سے نکلوادیا تھا۔

سود کی مخالفت، ہند کی مذہبی کتابوں میں:

قدیم ہند میں سود سے متعلق قدیم ترین حوالہ ''وید'' کے اندر پایا جاتا ہے، جس کا زمانہ دو ہزار سے چودہ سو سال قبل مسیح سمجھا جاتا ہے۔ بعد کے ادوار میں ''سوترا'' کے اندر اور بدھ مت کے ''جاتکا'' میں سود کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ جس میں سود سے متعلق نفرت

آمیز بیان پایا جاتا ہے۔ وسشتھا (Vasishtha) جیسے قدیم ہندو مقنن نے خاص طور پر یہ قانون بنایا تھا کہ اعلیٰ ذات کے برہمن اور کھشتری سود کا کاروبار نہیں کرسکتے۔ بدھ مت کی کتاب ’’جاتکا‘‘ میں ہے: صرف منافق بھکشو ہی سودی کاروبار کرسکتا ہے۔

سود غیر مسلم دانش وروں کی نظر میں:

۱...... یونانی فلسفیوں افلاطون اور ارسطو نے بڑی شدت کے ساتھ سود لینے کی مخالفت کی، کیونکہ ان کے نزدیک یہ عمل عدل اور فطرت کے خلاف ہے۔

۲...... رومی مفکرین سیسرو اور سینکا نے سودخوری کی مذمت کرتے ہوئے اسے انسانیت سے عاری عمل قرار دیا ہے۔ (اے بیرنی، The History and Ethics of Interest,)۔

۳...... پروفیسر مارگریٹ کینڈی، ہنوور یونیورسٹی، تحریر کرتی ہیں: سود ہمارے معاشرتی ڈھانچے میں مثلِ سرطان ہے۔ (Interest and Inflation Free Money, Okemos,1995) انہوں نے سود اور افراطِ زر سے پاک نظامِ زر کی پرزور وکالت کی ہے۔

۴...... جدید سرمایہ دارانہ معیشت کے علم بردار ایڈم اسمتھ نے، جنھیں اہلِ مغرب بابائے معاشیات کا لقب دیتے ہیں، یوژری کی مخالفت کی ہے۔ (ایڈم اسمتھ، An Inquiry into the Nature and Causes of the Wealth of Nations)۔

۵...... جیسل (Gesell) کا کہنا ہے کہ سود معیشت کے عدم استقرار کا سبب بنتا ہے، جس کے نتیجے میں معیشت میں کبھی کساد، کبھی بے پناہ نشاط، کبھی گراوٹ، کبھی اٹھان کے حالات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں، چنانچہ تجارتی چکر (Business Cycle) کا ایک مشہور نظریہ سود کے وجود پر منحصر ہے۔ (گیسیل Die Naturliche Wirtschaftsordnung)۔

قرآنِ مجید میں سود کی ممانعت

سود کی مذمت اور ممانعت جس شدت کے ساتھ قرآن مجید میں آئی ہے، شاید ہی کسی اور مذہبی کتاب میں پائی جاتی ہو۔ سود سے متعلق قرآنی آیات بہت واضح، صریح اور قطعی ہیں۔ ذیل میں چند آیات نقل کی جاتی ہیں۔ تفصیلات شعبہ تصنیف و تحقیق کی تیار کردہ تفسیر روح القرآن میں متعلقہ مقامات پر دیکھی جا سکتی ہیں:

(۱)......وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ O (سورۃ الروم، آیت ۳۹) ''اور تم جو مال دیتے ہو سود پر، کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر، تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے۔''

(۲)......يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ O (سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۰-۱۳۱) ''اے ایمان والو! مت کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو سکو۔ اور بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔''

(۳)......اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ O (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۵-۲۷۶) ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اٹھیں گے (روزِ قیامت) مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر، یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسے ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے

حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو، پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے ،اور جو کوئی پھر سود لے گا تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے ،وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ،مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو۔‘‘

اس مقام پر مفسر قرآن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ایک نکتہ بیان کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ’’قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ سود خور محشر میں پاگل یا مجنون ہو کر اٹھے گا، بلکہ دیوانہ پن یا بے ہوشی کی ایک خاص صورت کا ذکر کیا ہے، کہ جیسے کسی کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو، اس میں شاید اس طرف اشارہ ہے کہ بے ہوش و مجنون تو بعض اوقات چپ چاپ پڑا رہتا ہے،سود خوروں کا یہ حال نہ ہوگا، بلکہ شیطان کے خبطی بنائے ہوؤں کی طرح بکواس وہذیان اور دوسری مجنونانہ حرکتوں سے پہچانے جائیں گے۔‘‘

(۴)......یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۸-۲۸۱) ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو، پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمھارے لیے ہے تمھارا اصل مال، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر

شخص کو اس کا جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا ہے، بھلا عاجز لاچار بے بس و بے کس بندہ بھی اپنے رب سے جنگ کر سکتا ہے؟

احادیثِ طیبہ میں سود کی ممانعت

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے سودی کاروبار اور سودی لین دین کی سختی سے ممانعت فرمائی اور عملی طور پر اسلامی ریاست سے سودی نظام کا خاتمہ کر ڈالا، آپ ﷺ کے پیروکاروں نے بھی اپنے اپنے دورِ حکومت میں سود پر مکمل پابندی عائد کی اور اسے قابلِ سزا جرم قرار دیا۔ ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

ا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی (۱) سود لینے والے (۲) سود کھانے والے (۳) سود دینے والے (۴) سود کھلانے والے (۵) اس (سودی لین دین) کے لکھنے والے (۶) اور اس کے گواہوں پر۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں۔ **(مسلم شریف)**

فائدہ: اس حدیث کے ذیل حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ اس حدیث میں کھانے والے اور کھلانے والے کی تخصیص نہیں، بلکہ مطلق سودی لین دین کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اگر سود کا مال کھایا ہو تب بھی لعنت ہے اور نہ کھایا ہو تب بھی، کھانے، کھلانے کا لفظ اس لیے ذکر کیا گیا کہ مال سے جو نفع حاصل کیا جاتا ہے اس میں کھانے کھلانے کا نفع مقدم ہوتا ہے۔ **(مرقات، شرح مشکوٰۃ)**

(۲) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ چاندی چاندی کے بدلے اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتی ہے۔ گیہوں گیہوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ جو جو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ **(متفق علیہ)**

فائدہ: نبی ﷺ اس حدیث میں خرید و فروخت کی ان انواع میں، جن میں سود کا

عنصر ہوتا ہے، خرید و فروخت کی صحیح صورت کی وضاحت فرمارہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو شخص چاندی کے بدلے میں سونے کو بیچتا ہے یا سونے کے بدلے میں چاندی بیچتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مجلسِ عقد ہی میں ان کا نقد لین دین ہو جائے ورنہ عقد درست نہیں ہوگا، کیونکہ بیع کی یہ صورت ''بیع صرف'' کہلاتی ہے جس کے صحیح ہونے کے لیے دونوں اطراف سے قبضہ کرنا ضروری ہے۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر، ان میں سے ایک کا دوسرے پر اضافہ نہ کرو اور چاندی کے بدلے چاندی مت بیچو مگر برابر برابر نیز ان میں سے کسی کو نقد کے بدلے ادھار نہ بیچو۔ (ہاتھ در ہاتھ نقد ہی بیچو، ہم وزن، ہم مثل اور برابر برابر۔) **(مسلم شریف)**

فائدہ: اس حدیث میں آپ ﷺ نے سود کی دو قسموں یعنی فضل اور نسیئہ دونوں کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا، خواہ وہ ڈھلے ہوئے ہوں یا نہ ہوں، تاہم جب دونوں طرف سے وزن برابر ہو اور مجلسِ عقد ہی میں قبضہ ہو، تو بیچ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک کو نقد اور دوسرے کو ادھار بیچنا جائز نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنے سے بھی منع فرمایا، خواہ چاندی ڈھلی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ تاہم اگر دونوں طرف سے چاندی برابر ہو اور مجلسِ عقد میں دونوں چیزوں پر قبضہ ہو جائے تو جائز ہے۔ ایک طرف سے زیادتی جائز نہیں اور نہ ہی قبضے سے پہلے فریقین کا جدا ہونا جائز ہے۔

(۴)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس برنی کھجوریں لے کر آئے۔ تو نبی ﷺ نے ان سے کہا: تمھیں یہ کہاں سے ملیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں، اس کے دو صاع کو برنی کے ایک صاع کے بدلے میں دے کر میں اسے لایا ہوں، تاکہ میں یہ آپ ﷺ کو کھلاؤں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: توبہ توبہ، یہ تو عین سود ہے، یہ تو

بعینہ سود ہے۔ ایسا نہ کیا کرو البتہ برنی (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو ردی کھجور بیچ کر (اس کی قیمت سے) عمدہ خرید لیا کرو۔ **(ایضاً)**

فائدہ: یہ گناہ آپ ﷺ کے ہاں عظیم گناہوں میں سے تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا یہ کام بعینہ سود ہے جو کہ حرام ہے، ایسا نہ کرو۔ ہاں! جب تم ردی کھجوروں کو تبدیل کرنا چاہو، تو ردی کھجوروں کو درھم کے بدلے بیچ دو، پھر درھم کے عوض اچھی کھجوریں خریدو۔ یہ جائز طریقہ ہے، حرام سے بچنے کے لیے اس طرح تم کر سکتے ہو۔

۵۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی چاندی اور سونے کی سونے کے ساتھ خرید وفروخت سے منع فرمایا، ماسوا اس کے کہ دونوں برابر سرابر ہوں اور ہمیں اجازت دی کہ ہم چاندی کو سونے کے بدلے میں جیسے چاہیں اور سونے کو چاندی کے بدلے میں جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ: نقد بہ نقد؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے ایسے ہی سنا ہے۔ **(ایضاً)**

فائدہ: سونے کی چاندی اور چاندی کی سونے کے بدلے میں خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں اگر چہ یہ وزن میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ تاہم اس خرید وفروخت کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مجلسِ عقد ہی میں دونوں اطراف سے قبضہ ہو جائے، بصورتِ دیگر یہ "ربا النسیئہ" بن جائے گا جو کہ حرام ہے۔

(٦)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں، ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔

(۷)۔ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود کا ایک درھم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے۔

(۸)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا، جن کے پیٹ گھروں کی طرح

تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا: جبرئیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سود خور لوگ ہیں۔ **(ابن ماجہ)**

(۹)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہوگا، جو خود سود نہ کھاتا ہوگا تو اس کا غبار ضرور اس کے اندر پہنچے گا۔ **(ایضاً)**

(۱۰)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی کوئی (جائز) سفارش کی اور اس نے (جس کی سفارش کی گئی) اِس سفارش کے بدلے میں سفارش کرنے والے کو کوئی چیز ہدیہ (تحفہ) میں دی اور اس (سفارش کرنے والے) نے اِسے قبول کرلیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ **(سنن ابی داؤد، حدیث: 3541)**

(۱۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کونسے گناہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ۱ -اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ ۲ -جادو کرنا۔ ۳ -اللہ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا۔ ۴ -سود کھانا۔ ۵- یتیم کا مال کھانا۔ ۶ -جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا۔ ۷ -پاک دامن سیدھی سادی شادی شدہ مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا (بخاری شریف)

سود کے حرام ہونے کی وجوہات

آخرت کے حوالے سے سود کا سب سے بڑا گھاٹا اور عظیم نقصان یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے، جس کے نتیجے میں اسے جہنم کی خطرناک سزاؤں کا سامنا کرنا ہوگا اور انسان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں داخل کردیا جائے۔

دنیوی اعتبار سے سود بظاہر تو منافع کی بہترین صورت نظر آتی ہے، مگر یہ ملکی

معیشت کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ سودی نظام اقتصادی، اخلاقی، سماجی ہر حیثیت سے انتہائی نقصان دہ ہے۔ ماہرین اقتصادیات کی بھی رائے ہے کہ یہ عالمی اقتصاد کے لیے ناسور ہے جسے صہیونی مفکرین اوران کے تلامذہ نے انتہائی ہوشیاری سے عالمی اقتصاد میں داخل اور پوری دنیا میں نافذ کرادیا ہے، اور یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ انتہائی مفید نظام ہے اوراس سے مفید کوئی اقتصادی نظام چل ہی نہیں سکتا۔ ذیل میں اس کی ممانعت وحرمت کی عقلی وجوہات درج کی جاتی ہیں:

(۱)۔ سودخور بلا کسی عوض کے اپنے مال سے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے، جب اصل روپیہ واپس آگیا تو یہ زائد روپے کس چیز کے بدلے میں ہیں؟

(۲)۔ سود، آدمی کو بے رحم بنا دیتا ہے، اور بے ایمانی، فریب دہی کے عجیب عجیب طریقے اس کے دل میں ڈالتا ہے، یہاں تک کہ آدمی کو آدمیت سے خارج کر دیتا ہے۔

(۳)۔ سود سے ملک کی ترقی پر اثر پڑتا ہے، اس لیے کہ جب مال دار لوگ، سود سے اپنا مال بڑھانے میں لگ جاتے ہیں تو تجارت، زراعت، صنعت وحرفت پر پیسے نہیں لگاتے، جس پر ملکی ترقی کا دارومدار ہے۔

(۴)۔ سودخواری سے صلہ رحمی انسانی ہمدردی ومروت کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

(۵)۔ سود کی وجہ سے تیسری دنیا کی حکومتیں ہر روز غریب سے غریب تر ہوتی جارہی ہیں۔ ان پر عالمی بینک اورسودی اداروں کے قرضوں اوران کے سود کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔ اس طرح یہ حکومتیں آزاد ہوتے ہوئے بھی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں اورروز بروز ان کے مسائل اورمشکلات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جبکہ بڑی حکومتوں کی دولت اورسرمائے میں اسی نظام کی وجہ سے روزانہ اضافہ ہوتا جاتا ہے، اوروہ مال دار سے مال دارتر ہوتی جاتی ہیں، یہی حال افراد کا بھی ہے، یہی حال افراد کا بھی ہے، غریب لوگ روز بروز غریب سے غریب تر ہوتے جارہے ہیں اور مال داروں کی دولت میں روزانہ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ سودی کاروبار کے ذریعہ وہ غریبوں اورمجبوروں کی دولت لوٹ

کو روزانہ مال دار سے مال دار تر بنتے جارہے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں، مگر عالمی، ملکی اور مقامی سطحوں پر اس نظام کو عام کرنے کے لیے ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس قدر پروپیگنڈے کیے جارہے ہیں، اور سودی اداروں کے ایجنٹ ہر جگہ پہنچ کر اس کا پرچار کررہے ہیں کہ لوگ نہایت آسانی کے ساتھ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

(۶)۔ سود کی وجہ سے سود خور میں مال ودولت کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی حرص پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اس میں اتنا مست ہوجاتا ہے کہ اسے اپنی بھلائی اور برائی کی پہچان بھی نہیں رہتی، نہ موت یاد رہتی ہے اور نہ قبر وآخرت کی فکر ہوتی ہے۔

(۷)۔ سود خور کے اندر سے ایثار وسخاوت اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے، اور اس کے اندر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان اور مصیبت پہنچے، تاکہ وہ مجبور ہوکر اس سے سود پر رقم لیں، یہی وجہ ہے کہ سود خور کسی مصیبت وپریشانی میں مبتلا شخص پر رحم نہیں کرتا، بلکہ اس کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

(۸)۔ سود خور کے مال سے برکت ختم ہوجاتی ہے، اور اگر اس کا مال ظاہری طور پر بڑھ بھی جائے تو مال ودولت کا جو اصل مقصد ہے یعنی راحت وسکون وہ اسے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔

(۹)۔ سودی بینکوں کی وجہ سے غریبوں کی رقم بینکوں میں جمع ہوتی ہے تو بڑے بڑے سرمایہ دار بینکوں سے سودی قرض لے کر بڑے بڑے کاروبار کرتے ہیں، اس طرح غریبوں کی رقم ان سرمایہ داروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہے، پھر اسی رقم سے وہ کاروبار کرکے اور فیکٹریوں اور کارخانوں میں چیزیں تیار کرکے انتہائی مہنگی قیمتوں میں بازار میں فروخت کرتے ہیں، جنھیں غریب خریدتے ہیں تو ان کی رقم دوبارہ سرمایہ داروں کی جیبوں میں کئی گنا اضافے کے ساتھ واپس چلی جاتی ہے۔

(۱۰)۔ سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ نفع اٹھاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ سود پر رقم لینے والے آدمی کو اگر نقصان بھی ہوجائے، تب بھی سود خور اپنا سود چھو

ڑنے کو تیار نہیں ہوتا، بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، سارے وسائل، یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی بھی بک جاتی ہیں، لیکن سود خور کی شقاوت و سنگ دلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

(۱۱)۔ سود کی وجہ سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ اشیا کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیا کی مجموعی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے، اسی طرح سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہو جاتا ہے، خواہ وہ زمین، دکان، مشینری کارخانہ یا ذرائع حمل ونقل (ٹرانسپورٹیشن کا نظام) ہوں۔

(۱۲)۔ جس سوسائٹی میں سودی معاملہ ہوتا ہے وہ ایک گری ہوئی اور پراگندہ سوسائٹی ہوتی ہے، جس کے افراد باہم تعاون نہیں کرتے اور نہ ہی ایک شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی امید وابستہ ہو، خوش حال طبقے کے افراد تنگ دست طبقے کے افراد سے دشمنی اور بغض رکھتے ہیں۔ ایسی سوسائٹی کے افراد اختلاف وانتشار اور بغض وعدوت کا شکار رہتے ہیں۔

(۱۳)۔ سود کی بنا پر یہودی سرمایہ کار آئے دن تجارت وصنعت کے کاروبار کو برباد کرتے اور لاکھوں لوگوں کو بے کاری میں مبتلا کر دیے رہتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ چونکہ سودی بینک اور ادارے سود کے ذریعے زیادہ سے زیادہ نفع بٹورنا چاہتے ہیں، اس لیے وہ کبھی مال منجمد کر دیتے ہیں، تاکہ تاجروں اور صنعت کاروں کے لیے اس کی حاجت میں اضافہ ہو جائے اور نتیجۃً شرح سود میں اضافہ کر دیا جائے، اور وہ سود کی شرح اس وقت تک بڑھاتے رہتے ہیں جب تک صنعت کاروں اور تاجروں کو احساس نہ ہو جائے کہ سودی قرض کے مال کو اپنے کاروبار میں لگانے میں ان کے لیے فائدے کے بجائے سراسر نقصان ہے، کیونکہ اس سے انہیں اتنا بھی فائدہ نہیں کہ سود ادا کرنے کے بعد ان کے لیے کچھ بچ سکے، جس کی بنا پر وہ یہ کاروبار یعنی کارخانے وغیرہ، جن سے لاکھوں

لوگوں کی روزی روٹی جڑی ہوتی ہے، یا تو بند کردیتے ہیں یا سرمائے کی کمی کی بنا پر اسے چھوٹے اور محدود پیمانے پر چلانے لگتے ہیں ،جس کی بنا پر مزدوروں اور اس میں کام کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد بے روزگار ہوجاتی ہے۔ جب بے روزگاری کی وجہ سے ان مزدوروں وغیرہ کی قوت خرید کم ہوجاتی ہے تو مختلف اشیا کی تجارت کرنے والوں کے کاروبار پر اس کا اثر پڑتا ہے، اور جب معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بازار میں مال کی مانگ اور ان اداروں سے سودی قرض کی طلب میں شدید کمی آجاتی ہے، تب مجبوراً وہ شرح سود میں کمی کرتے ہیں جس سے صنعت کار اور تاجر دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور سودی قرض لے کر کاروبار دوبارہ شروع کرتے اور بڑھاتے ہیں، اس طرح ان کی سازشوں سے بار بار عالمی اقتصادیات بحران کا شکار رہتی ہے اور لوگ سودی نظام کی چکی میں پستے رہتے ہیں۔

کچھ لوگ شاید سوچ رہے ہوں کہ یہ تباہی وبربادی سودی قرض لینے والوں کے لیے ہے اور سودی قرض دینے والے اور اس کاروبار سے کمائی کرنے والے لوگ اس تباہی سے محفوظ ہوں گے، مگر حقیقت ایسی نہیں ہے، ذرا ایسے لوگوں کی حالات وکوائف کا گہرائی سے جائزہ لیں اور حقائق کا پتہ لگائیں تب معلوم ہوگا کہ بظاہر دولت وثروت کی ریل پیل اور آرام وآرائش کے تمام سامانوں کے باوجود ان کی زندگیاں کس قدر اجیرن اور سکون وآرام سے خالی ہیں؟ کس طرح انہیں ہر وقت مختلف قسم کے ہموم وغموم اور ایسے مسائل گھیرے رہتے ہیں، جن سے انھیں چند لمحوں کے لیے بھی سکون نہیں ملتا، وہ کس طرح قسم قسم کی بیماریوں اور عوارض میں مبتلا ہیں، جس سے انھیں اپنے من پسند ماکولات ومشروبات سے لطف اندوز ہونے کی اجازت نہیں، مختلف قسم کے پرہیز اور طرح طرح کے طبی معائنے اور دن میں کئی کئی مرتبہ دواؤں کے استعمال وغیرہ کی پابندیوں سے وہ الگ پریشان ہیں، طرح طرح کے افکار وخیالات، درد والم اور ہم وغم کی وجہ سے بلا نیند کی گولیاں کھائے رات میں انھیں نیند نہیں آتی ۔ ایسے لوگ سکون کی تلاش میں شراب وکباب سے دل بہلاتے اور اپنی دنیا وآخرت دونوں برباد کرتے ہیں، ظالمانہ اور ناحق

طریقوں سے غریبوں اور مجبوروں کا مال ہڑپ کرنے والے یہ لوگ بددعاؤں کی وجہ سے دنیا ہی میں نشانِ عبرت بن جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں آئے دن کتنے سودی کاروبار کرنے والے بینکوں اور اداروں کے بارے میں سنتے رہتے ہیں کہ وہ دیوالیہ ہوگئے اور کچھ شاطر قسم کے لوگوں نے انہیں زبردست نقصان پہنچایا، یا جس کاروبار میں ان اداروں نے سرمایا لگایا تھا وہ کاروبار تباہ ہوگیا، اس طرح اس میں رقمیں جمع کر کے سود حاصل کرنے اور مفت عیش کرنے والے لوگوں کا دیکھتے دیکھتے لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہوگیا اور اس کے صدمے سے کتنوں کو ہارٹ اٹیک ہوا اور اپنے آخری انجام کو پہنچ گئے اور کتنے ہیرو سے زیرو ہوگئے اور سماج میں ان کی کوئی عزت نہیں رہ گئی۔ غرضیکہ اگر دیدۂ بینا سے دیکھا اور قلبِ سلیم اور ٹھنڈے دماغ سے سوچا جائے تو ایسے بے شمار مناظر نظر آئیں گے۔

(۱۴)۔ بڑے اور ترقی یافتہ ملکوں کے زیرِ اہتمام کام کرنے والے بین الاقوامی مالی ادارے آسان شرطوں پر امداد (Aid) کے نام پر سودی قرضے فراہم کر کے، ترقی پذیر اور کمزور ملکوں کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی اور ان کے عالمی تعلقات کو اپنے مفاد میں کنٹرول کرتے ہیں۔

(۱۵)۔ سود کی وجہ سے نئے سرمایہ کار کو کاروبار میں پیسہ لگانے اور نئے منصوبے شروع کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ بینکوں سے قرضہ سود پر ملتا ہے۔ وسائل کی کمی کام کرنے والے افراد کی تنخواہوں اور سہولتوں میں کمی کا سبب بنتی ہے، اس کی وجہ سے اشیائے صرف اور پیداوار کی قیمت پر بھی اثر پڑتا ہے۔

(۱۶)۔ سود، معاشرے میں امن اور سلامتی کے بجائے بگاڑ پیدا کر رہا ہے، کیونکہ امیروں میں سود لینے کی وجہ سے خود غرضی اور پیسہ اکٹھا کرنے کی ہوس نے معاشرے میں طبقاتی کشمکش کو جنم دیا ہے، جس کی وجہ سے بنیادی ضروریات سے محروم طبقے میں بڑھتا ہوا احساسِ محرومی معاشرے میں انتشار کا باعث بن رہا ہے۔

(۱۷)۔سود کی تباہ کاریاں، معاشرے میں بگاڑ سے بھی بڑھ کر، ملکوں اور قوموں کی تباہی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ حال ہی میں سری لنکا کے دیوالیہ ہونے کی خبر اخبارات کی زینت بنی ہے۔ اس کی وجہ اور کچھ نہیں، سود تھا، کیونکہ سری لنکا، جس کا شمار ترقی پذیر مما لک میں ہوتا ہے، غیر ملکی قرضوں اور ان پر بڑھتے ہوئے سود کے بوجھ تلے بری طرح دب چکا تھا، جب ان قرضوں اور سود کی ادائیگی ناممکن ہوگئی تو سری لنکا کی معیشت تباہ ہو گئی، جس پر ملک کے دیوالیہ ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔

خاکم بدہن، سودی نظام کی وجہ سے وطنِ عزیز میں بھی یہی منظر دکھائی دے رہا ہے، اللہ نہ کرے کہ ہمارا حشر بھی سری لنکا جیسا ہو جائے۔

زمینی حقائق یہ ہیں کہ: ٹیکسوں میں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ آئی ایم ایف سے لیا گیا قرضہ ادا کیا جا سکے، وہ قرض تو ادا نہ ہو سکا، لیکن ٹیکس در ٹیکس کی وجہ سے اشیائے صرف اور ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے اور ملک میں غربت و بے روزگاری کی شرح دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، جس سے غریب و متوسط طبقے میں احساسِ محرومی دن بدن شدت اختیار کرتا جا رہا ہے، جو ملکی امن کے لیے خطرناک امر ہے۔ دوسری طرف اشرافیہ اپنی شاہ خرچیوں میں کسی قسم کی کمی کے لیے تیار نہیں، جس سے طبقاتی تفریق اور بھی گہری ہوتی جا رہی ہے، بقولِ شاعر

غریبِ شہر تو فاقے سے مرگیا عارف
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کرلی

(۱۸)۔سودی قرضہ لینے دینے کا ابتدائی انداز تو بڑا مہذب ہوتا ہے۔ اچھے اچھے ناموں سے اور خوش کن ترغیبات سے دیا جاتا ہے، لیکن کچھ ہی عرصے بعد قرض دینے والوں کی خوش اخلاقی، ملنساری اور چہرے کی مسکراہٹ سب رخصت ہو جاتی ہے اور اصل چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے جو گالیاں دے رہا ہوتا ہے، غنڈے بھیج رہا ہوتا ہے، گھر کے

باہر کھڑے ہو کر ذلیل و رسوا کر رہا ہوتا ہے، دکان، مکان، فیکٹری سب پر قبضہ کر کے فقیر و کنگال اور محتاج و قلاش کر کے بے گھر اور بے زر کر رہا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی نے کسی کو ایک لاکھ روپے اس شرط پر قرض دیے کہ وہ اس پر دس ہزار روپے سود ادا کرے گا۔ اب اس آدمی نے قرض کا یہ پیسہ کاروبار میں لگایا اور بدقسمتی سے سارے کا سارا پیسہ ڈوب گیا اور کاروبار ٹھپ ہو گیا، اب مقروض کے پاس قرض واپس کرنے کے لیے پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ مگر اسے وہ قرض بمع دس ہزار روپے سود بہر حال ادا کرنا ہے۔ اب یہ کیسے ادا کرے گا؟ چوری ڈاکے سے، خودکشی تک کے سارے مراحل تصور میں لائیے۔

اس نظام میں مجبور و تنگ دست کی امداد تو رہی ایک طرف، بے کس و مجبور لوگوں پر، قرض کی بروقت عدم ادائیگی کی صورت میں سود در سود چڑھا کر، یہاں تک کہ زمین اور جائیداد تک نیلام کر کے مصیبتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ بقولِ شاعر

مصیبت بھی وہیں آتی ہے جہاں تنگ دستی ہو
یہ بلا بھی بے کسوں کو اور کستی ہے

ذاتی ضرورت پر لیے گئے قرض پر سود کا ظلم تو واضح سی بات ہے، لیکن تجارتی قرض پر سود میں بھی ظلم صریح اور بدترین خود غرضی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ مثلاً: ایک شخص نے بینک سے یا کسی بڑے مال دار سے کاروبار کے لیے قرض لیا، لیکن کاروبار نہ چل سکا یا کاروبار میں نقصان ہو گیا، ایسی صورت میں قرض دہندہ تو ہر صورت میں اپنا سود کا مطالبہ جاری رکھے گا، حالانکہ وہاں اصل رقم بھی ڈوب گئی ہے، چہ جائیکہ وہ اس کے منافع سے سود ادا کرے۔ لیکن بینک یا سود خور مال دار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہو گی، وہ اصل رقم کے ساتھ اپنا طے شدہ سود بھی ضرور وصول کرے گا۔

آج کل زیادہ تر کاروبار اور تجارت سودی لین دین پر مشتمل ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک اور بڑے بڑے بینک سود پر رقم ادھار دیتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں، مدت

کے تعین کے ساتھ یعنی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہوا سودی منافع اکثر اوقات اصل رقم سے بھی بڑھ جاتا ہے اور اس کی ادائیگی کرنے والا آخرکار دیوالیہ ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سودی نظام نے ملکوں کی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔

(۱۹)۔سود ایک ایسا ناسور ہے جو معیشت کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ عالمی معاشی بحران کی بڑی وجہ بھی سودی ذرائع معیشت کا استعمال ہے اور اس کا ادراک ہر بڑے معیشت دان کو ہے۔

بہر حال! سود کو سود کہیں یا Interest اور Return کا نام دیں، ہر صورت میں یہ حرام ہے۔اس سے بچنا ایمان کا تقاضا ہے۔ ورنہ اگر ہم نے تھوڑے سے دنیاوی فائدے کے لیے اس لعنت کو گلے لگا لیا تو پھر دنیا و آخرت کی رسوائی سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

خلاصہ کلام: غرضیکہ سود کا عمل صرف ایک دینی حکم کی خلاف ورزی اور اخلاقی برائی ہی نہیں ہے، بلکہ اس کی کوکھ سے بہت سی سماجی و معاشی برائیاں: ظلم، استحصال، بے رحمی، بے مروتی، افراطِ زر، تقسیمِ دولت میں ناہمواری اور اقتصادی بحران وغیرہ جنم لیتی ہیں۔

اسلام کا معاشی نظام

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے تجارت اور معیشت کے میدان میں ایسا نظام متعارف کروایا، جو سود سے پاک ہے اور جس کی بنیاد باہمی خیر خواہی اور معاشرتی فلاح و بہبود پر مبنی ہے۔ سود سے پاک تجارت پر مشتمل اسلامی نظام، تہذیب و تمدن میں ترقی اور خوش حالی کو فروغ دیتا ہے اور آپس کی خیر خواہی، پیار محبت اور اتحاد و اتفاق پر مشتمل معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسلام جس معاشی نظام کو قائم کرنا چاہتا ہے اس کی بنیادیں ہمدردی اور تعاون کے جذبات پر کھڑی ہیں۔ قرآن کی جس آیت مبارکہ میں سود خوروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے، اس سے اگلی آیت (سورۂ بقرہ آیت نمبر 280) میں اسلام کے ہمدردی و تعاون پر مبنی معاشی نظام کی ایک جھلک بیان فرمائی گئی ہے،: ’’اور اگر کوئی تنگی والا

ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے؛ اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔''

اس سے یہی سبق دینا مقصود ہے کہ تنگ دست سے سود لینا تو درکنار، اس سے اصل مال لینے میں بھی آسانی اور مہلت کا معاملہ کرو اور اگر اس تنگ دست کو قرض بالکل ہی معاف کر دو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ کسی کو مال کی ضرورت ہو، تو اصحابِ اموال ضرورت مندوں کی ضرورت فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کے لیے پوری کر دیں یا پھر قرضِ حسن کے طور پر۔ جب کہ سود کی بنیاد اس کے برعکس خود غرضی، دوسرے کے استحصال اور ظلم پر ہے۔ اس میں اصحابِ ثروت کسی ضرورت مند سے اللہ کی رضا کے لیے تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے، انھیں صرف اپنے مفادات سے غرض ہوتی ہے، غریب کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے کے باوجود ان کی حرص میں کمی نہیں ہوتی۔ اس لیے شریعت نے ہر قسم کے سود کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے۔ چاہے وہ ذاتی ضروریات پوری کرنے کے لیے دیے گئے قرض پر وصول کیا جائے یا تجارتی مقاصد کے لیے حاصل کردہ رقم پر۔

سرمائے پر فائدہ حاصل کرنے کی جائز صورتیں:

کتاب وسنت کے اندر اپنے سرمائے پر فائدہ حاصل کرنے کی درج ذیل صورتوں کا تذکرہ ملتا ہے:

پہلی صورت: آدمی خود ہی اپنے سرمائے کے ذریعے تجارت کرے اور اپنی محنت و کوشش اور ذہانت کو بروئے کار لا کر فائدہ اٹھائے۔

دوسری صورت: شراکت کی شکل اپنا لے، یعنی کسی کو اپنی تجارت میں شریک کر لے اور حسبِ شرائط دونوں نفع نقصان کے شریک ہو جائیں۔

تیسری صورت: اپنا سرمایا کسی دوسرے کے حوالے کر دے، وہ محنت کر کے اس سرمائے سے تجارت کرے اور نفع میں حسبِ شرائط دونوں شریک ہوں۔

تجارت کی ان تینوں شکلوں میں یقینی نفع نقصان کا امکان موجود ہے اور فائدے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، جبکہ سود کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

چوتھی صورت: اسلام نے اپنے منقولہ و غیر منقولہ ساز و سامان اور جائداد پر تجارتی نقطۂ نظر کو کرایہ پر دے کر اس سے مال و زر حاصل کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

نوٹ: سود اور کرائے میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے اور ایک پر دوسرے کا قیاس نہیں کیا جا سکتا، ان دنوں میں جو بنیادی فرق ہیں، وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

الف: جن چیزوں پر کرایہ وصول کیا جاتا ہے وہ بذاتِ خود نفع بخش ہوتی ہیں۔ اس کے بالمقابل روپے پیسے پر جو سود لیا جاتا ہے، وہ اس پیسے کا کرایہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ کرنسی بذاتِ خود نفع بخش نہیں ہوتی، بلکہ اس کے ذریعے کوئی نفع بخش چیز خرید کر پھر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، جس میں نفع کے ساتھ نقصان کا پہلو بھی پایا جاتا ہے؛ سود پر قرض دینے والے کو نقصان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، بلکہ اس کی نظر صرف اضافی فائدے پر ہوتی ہے اور ہر صورت میں وہ اس کا طلب گار ہوتا ہے۔

ب: کرائے پر دی گئی چیز کا مالک کرایہ دار نہیں ہوتا، بلکہ اس پر مکمل مالکانہ حقوق اس سامان کے مالک کے ہوتے ہیں، وہی اس کا ذمے دار ہوتا ہے، اس کی اجازت کے بغیر نہ اس میں کسی طرح کی تبدیلی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کرایہ دار اسے بیچ سکتا ہے، اس سے وہ حسبِ شرائط فائدہ اٹھاتا ہے اور اصل چیز اپنی بنیادی حالت پر برقرار رہتی ہے۔ جبکہ سود میں رقم دینے کے بعد رقم دینے والے کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور رقم لینے والا شخص اسے جس طرح چاہے اور جہاں چاہے استعمال کر سکتا ہے اور وہ رقم اپنی اصلیت کھو دیتی ہے۔

ج: مختلف اشیا پر جو کرایہ لیا جاتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانے کا کرایہ ہوتا ہے، اگر اس سے فائدہ اٹھانا ممکن نہ ہو تو پھر اسے کوئی کرائے پر لے گا ہی نہیں۔ جبکہ رقم وغیرہ پر جو اضافی فائدہ سود کی شکل میں لیا جاتا ہے، وہ محض کچھ مدت کی مہلت کے عوض ہوتا ہے۔

د: کرائے پر دی گئی اشیا میں استعمال کرنے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کمی آتی رہتی ہے، جس میں درستی اور مرمت کا عمل اس سامان کے مالک کی جانب سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ جبکہ سودی معاملات میں ایسا نہیں ہوتا، نہ پیسہ ڈوبنے کا امکان رہتا ہے اور نہ اس میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے، بلکہ سودی قرض اصل کے ساتھ قرض دار کا کچھ مال بھی کھینچ لاتا ہے۔ اِن بنیادی فروق کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ کرایہ اور سودی قرض ایک ہی ہیں اور جس طرح کرایہ پر چیز دینا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے اسی طرح سودی قرض بھی جائز ہے تو ایسے شخص کی عقل پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

پانچویں صورت: اسلام نے کسی شخص، کمپنی، ادارے وغیرہ کا کوئی کام کر کے اس پر اجرت حاصل کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ملازمت وغیرہ میں ہوتا ہے۔

سود سے چھٹکارے میں ناکامی کیوں؟

آخر کیا وجہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک، سود سے پاک مالیاتی نظام وضع کرنے میں ابھی تک ناکام ہیں؟ یہ درست ہے کہ مسلمان ممالک کو دورِ غلامی سے آزاد ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور ابھی ٹرانزیشن کا دور چل رہا ہے، جس میں فوری طور پر یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ سرمایہ داری نظام کا متبادل نظام جلد قائم ہو جائے گا۔ خاص طور پر ایسے وقت میں، جب معیشت پر مغربی طاقتوں کی اجارہ داری اب بھی قائم ہے اور وہی ساری دنیا کی معیشت کو چلا رہے ہیں، کوئی مسلمان ملک دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اپنے معاملات نہیں چلا سکتا، لیکن دوسری طرف ہمیں قرآن وسنت کے احکامات کی طرف جلد لوٹنا ہے۔ سود کا ملک سے خاتمہ مسلم حکمرانوں کی شرعی ذمے داری ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ تمام مسلمان ممالک میں سود سے چھٹکارے کی شدید خواہش پائی جاتی ہے، اس لیے بالاتفاق ایک متبادل نظام وجود میں لایا جاسکتا ہے جس کو تمام مسلمان ممالک اختیار کرلیں۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو دنیا کے مالیاتی سیٹ اپ میں یہ ایک بہت بڑا اپ سیٹ ہوگا جسے سرمایہ داری نظام کے وارث نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً قبول کرلیں گے۔

سود کا خاتمہ، حکومت کی آئینی ذمے داری

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔اس کی بنیاد کلمہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ“ پر رکھی گئی ہے اور یہ بات پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ یہاں کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جاسکتا جو اللہ کے احکام کے خلاف اور دینِ اسلام کے منافی ہو۔

بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر واضح طور پر کہا تھا: ”مغرب کا سرمایہ داری نظام ان وعدوں کی تکمیل میں معاون نہیں ہوسکتا، جو ہم نے ایک نئے وطن کے قیام کے لیے مسلمانانِ برصغیر سے کیے تھے۔ پاکستان دوسرے اسلامی ممالک کی طرح کا ایک عام ملک نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام کے نظریے پر وجود میں آیا ہے اور اس کے قیام کا مقصد اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک ماڈل اسلامی ملک بنانا تھا۔“

سود کا خاتمہ، حکومت کی آئینی ذمے داری ہے، کیونکہ پاکستان کے تینوں آئینوں آئین1956، آئین1962، اور آئین1973 میں اس بات کی ضمانت دی گئی اور اس بات کا عزم ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومتِ پاکستان نظامِ معیشت سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرے گی، حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے، ربا کو ختم کرے گی۔

اس اعتبار سے پاکستان کی حکومت پر دوسرے مسلمان ممالک کی نسبت زیادہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سود سے پاک مالیاتی نظام وضع کرنے کی کوشش کرے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ سودی نظام کے خاتمے کے لیے پاکستان میں حکومتی سطح پر ابھی تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی۔ اس نوع کی آخری کوشش کے طور پر وفاقی شرعی عدالت نے مورخہ 28 اپریل 2022 کو، تقریباً 20 سال بعد اپنا فیصلہ جاری کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو 31 دسمبر 2027 تک پاکستانی معیشت کو ربا/انٹریسٹ فری بنانے کی ہدایات جاری کیں، جس کو چار بینکوں نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور بعد از خرابیِ بسیار مزید غور کرنے کے لیے حکومت نے ایک کمیٹی قائم کردی ہے، اللہ کرے کہ اس کمیٹی کی سفارشات

پر حکومت نیک نیتی سے عمل کرے۔ حکومت کو چاہیے کہ فوراً ملک سے سودی نظام کے خاتمے کے لیے اقدامات کرے اور اس میں ذرا برابر حیل و حجت سے کام نہ لے جو بھی سودی نظام کو جاری رکھنے کی ذرا برابر خواہش رکھتا ہے تو اگر اس میں ہمت ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے بھی تیار رہے۔ یقیناً اتنی جرأت کسی میں بھی نہیں، اس لیے بھلائی اسی میں ہے کہ سود کا فوراً خاتمہ کیا جائے۔

انسدادِ سود کے فیصلے اور حکومتی طرزِ عمل

3 دسمبر 1969 کو اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ تیار کی، جس میں اتفاق رائے سے اس امر کا اظہار کیا گیا: ''ربا اپنی ہر صورت میں حرام ہے اور شرح سود کی کمی بیشی سود کی حرمت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ موجودہ بینکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضوں اور کاروباری لین دین میں اصل رقم پر جو اضافہ یا بڑھوتری لی یا دی جاتی ہے، وہ ربا کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سرٹیفکیٹس میں جو اضافہ دیا جاتا ہے، وہ بھی ربا میں شامل ہے اور اس کے ساتھ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازمین کو دیے گئے قرضوں پر اضافہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا یہ تمام صورتیں حرام ہیں اور ممنوع ہیں۔''

ضروری تھا کہ ان سفارشات کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا اور اس کے مطابق انسدادِ سود کے لیے مناسب قانون سازی کی جاتی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ کونسل کی مرتب کردہ اس رپورٹ کے 8 سال بعد 1977 میں اس وقت کے صدر جنرل محمد ضیاالحقؒ نے کونسل کو ہدایت کی کہ وہ ضروری تحقیق اور تفتیش کے بعد ایسے طریقے تجویز کرے کہ جن کو اپنا کر سود جیسی لعنت کا خاتمہ کیا جا سکے۔ کونسل نے مزید اتمام حجت کے لیے بنک کے ماہرین، اقتصادیات کے ماہرین اور علما سے طویل گفتگو اور بحث و مباحثہ کے بعد 25 جون 1980 کو اپنی رپورٹ صدر محمد ضیاالحقؒ کے سامنے پیش کر دی۔ لیکن حکومت اور اس پر مسلط کردہ بیوروکریسی نے مخلصانہ طور پر کونسل کے بتلائے ہوئے طریقہ کار کو اختیار نہیں کیا، البتہ اپنے طور پر کچھ ایسے

نیم دلانہ اقدامات کیے جس سے یہ تاثر یا مغالطہ دیا جاسکے کہ حکومت نے اس کام کا آغاز کردیا ۔بینکوں میں غیر سودی کھاتوں کے نام سے ایک شعبہ کھول دیا گیا۔کچھ نئی اصطلاحات متعارف کرائی گئیں، مثلاً: مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ اور بیع مؤجل وغیرہ۔یوں نفاذِ اسلام اور انسدادِ سود کے علم بردار مطلق العنان حکمران کے دور میں بھی، سودی نظام اپنی جدید اور قدیم صورتوں کے ساتھ جاری وساری رہا اور اسلامی نظریاتی کونسل کی ساری محنت بھی رائیگاں ہی گئی۔بقول فیض احمد فیضؔ

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

اکتوبر1991 میں وفاقی شرعی عدالت نے 157 صفحات پر مشتمل تاریخی فیصلہ سنایا۔شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں نہ صرف یہ کہ سود کی ایسی تعریف متعین کی، جسے معیار بنا کر مروجہ نظامِ معیشت میں پائے جانے والے سودی معاملات اور آئین اور دستور میں مذکور سودی دفعات کا جائزہ لیا جاسکتا تھا، بلکہ رائج تمام بائیس سودی قوانین کا جائزہ لے کر بینکنگ سمیت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دیا اور وفاقی حکومت اور تمام صوبوں سے بھی کہا کہ وہ 30 جون 1992 تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کرلیں اور یہ بھی کہا کہ یکم جولائی 1992 سے تمام سودی قوانین غیر آئینی ہوجائیں گے اور تمام سودی کاروبار غیر اسلامی ہونے کی بنا پر ممنوع قرار پائے گا۔اس فیصلے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے 30 جون 1992 کی تاریخ آنے سے پہلے پہلے اس فیصلے کے خلاف اپیلیں دائر کردی گئیں، جو شرعی عدالت کے فیصلے کے نفاذ میں بڑی رکاوٹ بن گئیں۔

1999 کے اوائل میں سپریم کورٹ میں ایک شریعت اپیلیٹ بینچ نے کئی ماہ تک مسلسل ان اپیلوں کی سماعت کی، بینچ میں جسٹس خلیل الرحمٰن، جسٹس وجیہہ الدین، جسٹس منیر اے شیخ، جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی شامل تھے۔بینچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو عمومی طور پر درست قرار دیتے ہوئے جدید بینکاری سمیت

تمام دیگر سودی قوانین کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ممنوع اور حرام قرار دے دیا اور حکومت کو مزید مہلت دیتے ہوئے ہدایت جاری کی کہ وہ جون 2001 تک تمام غیر اسلامی قوانین کو نئے قوانین سے بدل کر بینکنگ اور دیگر معاشی معاملات کو سود پاک کر دے۔اس نہایت اہم فیصلے کو بھی سبوتاژ کرنے کی سازش تیار کر لی گئی۔اور جون 2001 کی ڈیڈ لائن کے آنے سے پہلے پہلے حکومت نے ایک درخواست شریعت بینچ کے سامنے دائر کی جس میں یہ استدعا کی گئی کہ سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مزید دو سال کی مہلت دی جائے۔عدالت نے اس درخواست کی بنیاد پر مزید ایک سال کی مہلت دیتے ہوئے کہا کہ حکومت جون 2002 تک مطلوبہ آئینی و انتظامی اقدامات مکمل کرلے۔ عدالت کی دی ہوئی مہلت جب ختم ہونے کے قریب آئی تو ایک نجی بینک کی جانب سے نظر ثانی کی ایک درخواست عدالت میں پیش کر دی گئی۔

انھی ایام میں شریعت اپیلیٹ بینچ کے جن ارکان نے فیصلہ دیا تھا، ان میں سے چار جج (جسٹس خلیل الرحمٰن، جسٹس وجیہہ الدین، جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی) فارغ کر دیے گئے اور صرف ایک جج جسٹس منیر اے شیخ باقی رہ گئے۔چار نئے ججز کا تقرر کیا گیا اور اس بینچ نے چند دن کی سماعت کے بعد نظر ثانی کے لیے تشکیل کردہ بینچ نے انتہائی عجلت میں 24 جون 2002 کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے شریعت اپیلیٹ بینچ کا فیصلہ منسوخ کر دیا اور مقدمے کو از سرنو سماعت کے لیے دوبارہ وفاقی شرعی عدالت بھیجنے کے احکامات صادر کر دیے۔ 22 اکتوبر 2013 سے اس مقدمے کی سماعت کا آغاز کیا گیا۔بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے مورخہ 28 اپریل 2022 (تقریباً 20 سال بعد) ایک دفعہ پھر اپنا فیصلہ جاری کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو 31 دسمبر 2027 تک پاکستانی معیشت کو ربا/انٹرسٹ فری بنانے کی ہدایات جاری کر دیں۔جس کو چار بینکوں نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور اب علما و وزرا پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے،اللہ کرے اس کمیٹی کی سفارشات ملک سے سود جیسی لعنت اور رستے ہوئے ناسور کے مکمل

خاتمے کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔آمین!

سودی نظام سے چھٹکارہ کیسے ؟

نیت اگر صاف ہو اور سود سے بچنے کا جذبہ اور داعیہ قوی ہو، تو غیر سودی نظام کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ابتدا میں یقیناً مشکلات آئیں گی، صدیوں سے بنے بنائے نظام کی جگہ ایک نیا نظام قائم کرنا بلا شبہ جان جوکھوں کا کام ہے، لیکن جو قومیں عزم اور جذبے سے سرشار ہوتی ہیں، وہ مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ ہم اللہ پر بھروسا کر کے اور ایمانی عزم و جذبہ سے سرشار ہو کر یہ تہیہ کر لیں کہ ہمیں اس سودی نظام سے نجات حاصل کرنی ہے تو یقیناً ہم اس میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس وقت ہماری قوم سچائی، امانت و دیانت اور دیگر اخلاقی خوبیوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت کا پودا سچائی امانت اور دیانت کی سرزمین پر ہی لگ سکتا ہے، جب تک قوم کے اندر یہ وصف اور خوبی پیدا نہیں ہو گی، اس وقت تک غیر سودی نظام کا پودا یہاں لگ سکتا ہے اور نہ ہی نشو و نما پا سکتا ہے۔

دوسرے نمبر پر اسلامی معیشت کے اصولوں پر اپنے بینکاری نظام کو استوار کرنا ہے، اس سلسلے میں اب تک فکر و نظر کے دائرے میں جو کام ہوا ہے اسے بنیاد بنایا جائے، لیکن چونکہ عمل کا میدان، فکر و نظر سے مختلف ہے اور ممکن ہے عمل کے میدان میں نئی صورتیں پیش آئیں، جن کا حل پہلی رپورٹوں اور خاکوں میں نہ ہو تو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دل میں اخلاص ہو اور جذبہ صادق ہو، تو قدم قدم پر راہ نمائی ملتی رہے گی، راستے میں پہاڑ آئیں گے تو وہ بھی راستہ دینے پر مجبور ہوں گے، سمندر آئیں گے تو انھیں بھی عبور کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ مخالفتوں کی تند ہوائیں بھی اپنا رخ بدل لیں گی اور اغیار کی سازشوں کے طوفان بھی آہنی عزم کی چٹان سے ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے۔ شرط صرف ایک ہی ہے، ایمان، عزم اور قوتِ عمل سے سرشاری۔ اگر حکومت نے غیر سودی نظام قائم کرنے میں اخلاص کا ثبوت دیا، تو قوم بھی اس

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ پر ایک طائرانہ نظر

(1) سنگ بنیاد : 1978ء بدست مبارک : حضرت قاری عبدالحلیمؒ

(2) مہتمم اول: مفتی محمد نعیمؒ مہتمم ثانی : مولانا محمد نعمان نعیم زید مجدہم

(3) ملکی وغیر ملکی طلباء: 4500 عدد طالبات : 700 عدد

(4) تعلیمی شعبہ جات:

۱۔ناظرہ وحفظ قرآن ۲۔درس نظامی ۳۔تخصص فی الفقہ ۴۔تخصص التفسیر ۵۔تخصص فی الحدیث ۶۔دار التصنیف والتحقیق ۷۔دار الافتاء والقضاء ۸۔آن لائن اکیڈمی 9۔انٹرمیڈیٹ کالج ۸۔انفوٹیک کالجیٹ 9۔عربی، انگلش، چائنیز لینگویج سینٹر ۱۰۔نظام مکتب۔

(5) رفاہی، سماجی، غیر نصابی شعبہ جات:

۱۔بنوریہ ویلفیئر ٹرسٹ ۲۔بنوریہ اسکلز ڈویلپمنٹ سینٹر (BSDC) ۳۔میڈیکل سینٹر ۴۔وفاق المساجد ۵۔اعانت نومسلم ۵۔اخبار المدارس ۶۔بنوریہ میڈیا ۷۔شرعیہ کنسلٹنسی ۸۔تعمیرات 9۔اسپورٹ ۱۰۔سیکورٹی ۱۱۔اکاؤنٹس ۱۲۔آن لائن فتاویٰ ۱۳۔اصلاح اعمال ۱۴۔فارن افیئرز ۱۵۔شعبہ جوازات

(6) شاخہائے جامعہ اندرون ملک:

۱۔مدرسہ تحفیظ القرآن ناظم آباد گول مارکیٹ 2۔جامعہ دراسات الاسلامیہ ناظم آباد نمبر 7 نزد عباسی شہید ہسپتال 3۔جامعہ حنفیہ اورنگی ٹاؤن کراچی 4 جامعہ عربیہ اسلامیہ کمشنر سوسائٹی اسکیم 33 ابوالحسن اصفہانی روڈ نزد مبینہ ٹاؤن تھانہ گلشن اقبال 4۔مدرسہ دار ارقم گلشن اقبال کراچی 5۔مدرسہ ومسجد صدیقیہ فاطمہ جناح کالونی جمشید روڈ نمبر 3، 9۔جامع مسجد ومدرسہ عمر ابن الخطابؓ بلاک A.4 گلشن اقبال عقب پٹیل ہسپتال

(7) بیرون ممالک جامعہ سے ملحق ادارے:

☆ معہد تحفیظ القرآن، ملائیشیا ☆ دار العلوم نیویارک، امریکہ ☆ لندن اسلامک سینٹر، برطانیہ

☆ دار العلوم الاسلامیہ، ملائیشیا ☆ مدرسہ اصحاب الصفہ استنبول، ترکی ☆ اسلامی مرکز ٹیکساس، امریکہ ☆ بینکاک اسلامی مرکز، تھائی لینڈ

(8) اسٹاف کی تعداد: اساتذہ کرام 265، معلمات 50، شعبہ بیرون 40، ملازمین 85، کل تعداد 440

(9) جامعہ کی ذریعہ آمدن: عامۃ الناس کے چندے، مخیر حضرات کے تعاون کے علاوہ عطیات، ذکوۃ، خیرات، فدیہ صوم وصلوۃ وغیرہ

(10) ماہانہ اخراجات =/18,000,000 : سالانہ اخراجات =/216,000,000 : اکیس کروڑ ساٹھ لاکھ روپے

(11) بنوریہ وژن: طلباء وطالبات کیلئے ایسا ماحول فراہم کرنا جس میں سیکھنے کے مواقع اور کوالٹی ایجوکیشن فراہم کرنے کے ساتھ مہذب اور شائستہ معاشرے کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں تشکیل کیلئے رجالِ کار فراہم کرنا۔

(12) اپیل : آپ سے گذارش ہے کہ اپنی ہر قسم کی تسلی کرنے کے بعد کے طلباء وطالبات کا حسب استطاعت زکوٰۃ، خیرات، صدقات، صدقۃ الفطر، فدیہ صوم وصلوٰۃ و دیگر مدات میں تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور در در دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

jamia binoria al-almia
A/C# 7160200000825
Askari Bank LTD

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب
02132575228+02132575229
موبائل: 0322-2394550